# حالی اور دیوانِ مغربی

ڈاکٹر سعید احمد [1]، ڈاکٹر محمد امتیاز **

**Abstract:**

"Aphrase "Paravi-e-Maghrabi" is occured in one of the Hali's maqta (the last couplet of ghazal). It opened a new door of debate among our critics. One group says that Hali is inviting us to follow Ahl-e-Maghrib western civilization while second is of the view that this is nom de plume of an ancient Persian poet of second rank. Even the critics of second group did not give any detail about the poet.

Fortunatily, the author had found a rare manu script of dewan-e-Maghrabi. In this article an analytical study of Dewan-e-Maghrabi along with a brief account the poet is presented."

**Key word:** Hali, Dewan-e-Maghrabi, Maqta, nom de plume, poet, western civilization, manuscript.

حالی کے غزل کے مقطع میں ''پیرویِ مغربی'' کی ترکیب نے اردو تنقید میں سخن گستری کا ایک نیا باب کھول دیا۔

حالی اب آؤ پیرویِ مغربی کریں
بس اقتدائے مصحفی و میر کر چکے

اردو کے ناقدین اور دیوانِ حالی کے شارحین اس بحث میں لجھ پڑے کہ ''پیرویِ مغربی'' سے حالی کی کیا مرا ہے؟ ایک گروہ کا خیال ہے حالی نے ''مغربی'' تخلص کے فارسی شاعر کی پیروی کی دعوت دی ہے۔ جب کہ دوسرا گروہ ''پیرویِ مغربی'' سے اہلِ مغرب یا مغربی تہذیب کی تقلید مراد لیتا ہے۔ اول الذکر گروہ(۱) میں مولوی عبدالحق، سید اختر علی تلہری، علامہ سیماب اکبر آبادی، سالک بٹالوی، عبدالماجد دریابادی، مسعود حسن رضوی ادیب، عبدالرحیم شبلی اور گلچیں کرنالی جیسے ناقدین مذکورہ مقطع میں ''مغربی'' تخلص کا شاعر مرد لیتے ہیں کیونکہ شعر کا ظاہری قرینہ اور رعایت لفظی کا سلیقہ بھی یہی بتاتا ہے۔ مؤخرالذکر گروہ(۲-۵)میں پنڈت برج موہن دتاترکیفی، مولانا وحیدالدین سلیم، محی الدین قادری زور، سیّد احتشام حسین، ڈاکٹر عندلیب شادابی، حسن عسکری اور سیّد عبداللہ جیسے ناقدین کا خیال ہے کہ سر سیّد احمد خاں کی طرح حالی بھی مغربی تہذیب سے مرعوب تھے اور حالی نے ''مقدمہ شعر و شاعری'' میں مغربی شعراء و ادباء کے متعدد حوالے دیے ہیں۔ چونکہ حالی نئی روشنی اور روشِ جدید کے موید تھے اس لیے وہ مصحفی و میر کی پرانی روش کو چھوڑ کر طرزِ جدید یعنی مغربی تہذیب کی پیروی کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ناقدین کے بعد دیوان حالی کے مرتبین اور شارحین میں بھی اس مسئلہ پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ دیوانِ حالی کے اکثر ایڈیشنوں میں اس شعر میں چاروں تخلص جلی قلم سے لکھے ملتے ہیں اور بیشتر شارحین نے ''مغربی'' سے مراد مغربی شاعر ہی مراد لیا ہے۔ پریم چند لاہور، نظیر لدھیانوی ،(۶) پروفیسر گومر(۷) اور آقائے رازی(۸)جیسے شارحین

---

[1]صدر شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، سرحد یونیورسٹی، پشاور

نے ''مغربی'' سے مراد مغربی تخلص کا شاعر لیا ہے لیکن ساتھ ہی مغربی تہذیب کے ممکنہ معانی کی طرف اشارہ کر بھی کر دیا ہے۔

پروفیسر رفیق احمد[۹] نے مذکورہ ترکیب سے مراد ''اہلِ مغرب کی پیروی '' لی ہے اور مغربی شاعری کا ذکر نہیں کیا۔

مندرجہ بالا ناقدین اور شارحین نے اپنے اپنے موقف کے حق میں دلیلیں تو خوب دی ہیں لیکن کسی ناقد یا شارح نے مغربی شاعر کے بارے میں ''صوفی شاعر'' یا ''تصوف کے مضامین'' سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ ''پیروی مغربی'' سے مغربی تہذیب مراد لینے والے ناقدین کی اکثریت نے مغربی کو ایک غیرمعروف اور گم نام شاعر قرار دیا ہے۔ میرے خیال میں حالی چونکہ عربی اور خصوصاً فارسی شعر و ادب کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے اس لیے گمانِ غالب ہے کہ وہ مغربی سے ضرور واقفیت رکھتے ہوں گے۔ اگرچہ اس نام کی صراحت ان کے ہاں کہیں نظر نہیں آتی۔ حالی کی وفات (یکم جنوری ۱۹۱۵ء) سے تاحال یعنی سو سال سے زائد عرصہ میں مغربی کے حالات پردۂ اخفا میں ہیں اور آج تک ''دیوانِ مغربی'' متعارف نہیں ہوا۔ راقم الحروف نے بعد از تلاش بسیار مغربی سے متعلق چند اہم اور دلچسپ معلومات جمع کی ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ فارسی ادب کے بیشتر تذکرے مغربی کے باب میں خاموش ہیں البتہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے تذکروں میں''مغربی'' نام کے کئی بزرگوں کا ذکر ملتا ہے۔ دکتر محسن جہانگیری[۱۰] کی تالیف ''محی الدین بن عربی'' میں شیخ الاکبر کے اساتذہ میں ایک نام ''ابومدین مغربی'' آیا ہے۔ اسی کتاب میں فرقۂ شاذلیہ کے ذیل میں ایک بزرگ ''شیخ محمد مغربی شاذلی'' کا ذکر ملتا ہے۔ زوز بہان بقلی شیرازی[۱۱] کی تصنیف ''شرح شطحیات'' میں ایک بزرگ ''ابوعثمان مغربی'' کا ذکر آیا ہے۔ اسی طرح عبداللہ خویشگی[۱۲] قصوری نے اپنی کتاب ''معارج الولایت'' میں پاک و ہند کے مشائخ کی فہرست میں ''بابا اسحق مغربی'' کا نام متفرق سلاسل میں رقم کیا ہے۔ ''مثنویِ مغربی'' کے خالق کا نام ''شاہ وجیہ الدین مغربی'' ہے۔ مثنوی کے آخر میں یہ تحریر ملتی ہے:

> ''خاتمہ الطبع بعد حمد و نعت شنیدی را مژده باد کہ نظم منظور عالی وغالی مثنوی مغربی منظومہ حضرت مولینا شاہ وجیہ الدین مغربی علیہ الرحمۃ اللہ القوی۔''[۱۳]

حالی کے بیشتر ناقدین و شارحین نے مغربی کے نام اورتعارف میں کچھ نہیں لکھا۔ نظیرلدھیانوی نے مغربی کا نام''محمد شیریں مغربی''پروفیسر گومر نے ''شیخ محمد شیریں'' اور پنڈت کیفی نے ''شیخ محمد شیریں تبریزی'' بتایا ہے جب کہ نصراللہ پور جوادی[۱۴]نے ''شمس الدین مغربی'' لکھا ہے۔ قرۃ العین[۱۵] چشتی نے مغربی تخلص اختیار کرنے کی وجہ یوں بیان کی ہے ''چونکہ مغربی علاقوں میں سیروسیاحت کی غرض سے رہا، اس لیے مغربی تخلص رکھا۔''

تہران سے چھپنے والے ''دیوان شمس مغربی'' کے سرورق پر ''عارف مشہور'' درج ہے اور حرفِ آغاز کی پہلی سطر میں ان کے نام کی صراحت یوں کی گئی ہے:

> ''اسم شریف احب این یوان جناب ملا محمدشیرین مولانا شمس الدین مغربی (مامینی) مشہور بہ تبریزی است''
>
> مزیدبرآں
>
> ''در ریحانتہ الادب نام شریف مغربی را این طور ذکر کرده است: محمد بن عزیز الدین بن عادل بن یوسف معروف بہ ملا محمد شیرین و ملقب بہ شمس الدین۔''

حرف آغاز میں مغربی کی چار کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ اسرارِ فاتحہ
۲۔ جام جہان نما
۳۔ دُررالفرید فی معرفۃ التوحید
۴۔ نزہت ساسانیہ[۱۶]

مکمل نسخہ ایک ہی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ قلم کی زبان ترچھی اور تراشیدہ نہیں بلکہ گول ہے کیونکہ حرف کے شوشے، دندانے، کششیں اور شکم یکساں موٹائی کے حامل ہیں۔ کاتب زیادہ خوش خط نہیں لیکن بدخط بھی نہیں، بس مناسب لکھائی ہے۔

اوّل تاآخر نسخے میں مغربی کی طرح مشرقی ،بینی، سویی، جویی وغیرہ میں ہر جگہ ''ی'' کے نیچے دو نقطوں کا التزام نظر آتا ہے۔ کسرۂ اضافت و توصیفی ندارد۔ زیر، زب، غائب پیش حاضر،ُکل، ُخدا، بُریدن، رُخ، ُجملہ جیسے لفظوں میں ضمّہ موجود ہے۔ عکسی نقل کا کاغذبوسیدہ ہو چکا ہے اور روشنائی مدھم پڑ گئی ہے۔ نسخے کا پہلا صفحہ دو کالموں میں منقسم ہے۔ چودہ اشعار پر مشتمل غزل کا مطلع و مقطع درج ذیل ہیں:

| | |
|---|---|
| خورشید رخت چوگشت پیدا | ذرات دو کون شد ہویدا |
| ایی مغربی ایخدیث بگذاد | تردد جھان مکن ہویدا |

دوسرے صفحے سے آخر تک چار کالمی متن ہے۔ دائیں جانب دو کالموں میں ایک غزل اور بائیں جانب دو کالموں میں دوسری غزل گویا اصل نسخے کا عکس لیتے ہوئے آمنے سامنے کے دوصفحات کا عکس ایک صفحے پر لیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس نسخے سے یہ عکس لیا گیا ہے اس میں صفحات کی تعداد دو چند ہے۔ عکسی نقل میں بھی زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیا گیا۔ اکثر صفحات میں اوپری پہلی سطر اور بعض صفحات میں آخر ی سطر کا نصف حصہ کٹ گیا ہے۔ اس صورت میں دادا جان نے متاثرہ اشعار بقلم خود دوبارہ لکھ دیے ہیں۔ دادا جان عموماً ''ڈالر'' کے قلم اور نیلی روشنائی سے حاشیے پر لکھتے تھے۔ اس نسخے میں ردیف وار غزلیات کی تعداد کچھ یوں ہے:

ردیف الف (۱۰)، ب (۳)، ت (۳۲)، ج (۱)، د (۳۳)، ر (۹)، س (۳)، ش (۷)، ک (۳)، ل (۱)، م (۱۹)، ن (۱۵)، و (۷)، ہ (۷)۔ نسخے میں موجود ۱۶۲ غزلیات میں اشعار کی کل تعداد ۱۵۰۰ ہے۔ آخری نامکمن غزل نمبر (۱۶۳) کے صرف ۲ شعر موجود ہیں۔ مغربی کی غزل اوسطاً نو اشعار پر مشتمل ہوتی ہے۔ ردیف ''د'' کی ایک غزل چھبیس اشعار پر مشتمل ہے۔ مذکورہ غزل کا مطلع و مقطع ملاحظہ کیجیے:

| | |
|---|---|
| ز قدت سر دبستاں آفریدند | زردیت ماہ رویان آفریدند |
| چو خود خود دندیا بارہ مغربی | چرا آن مست حیران را آفریدند |

ردیف ''ہ'' کی غزل نمبر (۱۶۲) بائیس اشعار پر مشتمل ہے اور مقطع میں مغربی کے ساتھ عراقی ثنائی (سنائی) اور عطار کا ذکر ملتا ہے۔

از موج او شدہ است عراقی و مغربی
دز جوش و ثنائی و عطا آمدہ

زیرِ نر نسخہ کے صفحہ ۳۸ (غزل نمبر ۱۳۱) کے حاشیہ پر دادا جان نے اپنے قلم سے ایک دلچسپ ا ور مفید نوٹ لکھا ہے:

''اخبار امروز ۲۵۔۵۔ ۱۹۸۱ء میں گلچیں کرنالی نے لکھا ہے کہ حالی کے اس شعر سے بعض مغرب کے تقلید سمجھتے ہیں لیکن یہ مغربیؒ صاحب دیوان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حالی کا شعر ہے:

حالی اب آؤ پیروی مغربی کریں

بس اقتدائے مصحفیؒ و میرؒ
کر چکے

اور کتاب بیدلؒ جو ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور نے شائع کی ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۵۸ کا حوالہ دے کر یہ دو شعری بھی مغربیؒ کے لکھے:

ماجامِ جہاں نمائے ذایتم ما ہادی عالم صفاتیم
گو مردہ بیاکہ روح بخشیم گو تنشنہ در آ مافرایتم

افسوس کہ راقم الحروف کو گلچیں کرنالی کا مضون دستیاب نہ ہو سکا۔ البتہ خواجہ عبداللہ[۱۸] کی کتاب بیدل کے صفحہ ۴۳ پر یہ دو اشعار موجود ہیں۔ نسخہ میں پہلے شعر (مطلع) کی صورت یوں ہے:

ما جام جہان نمایی ذاتیم
ما مظہر جملۂ صفاتیم

''گو مردہ بیا کہ روح نجشیم، گوتشنہ در آ کہ مافرایتم'' والا شعر نواں ہے۔ گیارہ اشعار پر مشتمل اس غزل کا مقطع توج طل ہے۔

ہم مغربی اہم و مشرق شمس
ہم ظلمت و چشمۂ حیاتیم

غزلیات مغربی کے بیشتر مقطعوں میں مغربی و مشرقی، مغرب و مشرق، مغارب و مشارق، انوار، سپہر، مہر، خورشید، آفتاب اور شمس وغیرہ کے الفاظ و تراکیب کے استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی نے اپنے تخلص سے خوب مضمون آفرینی کی ہے۔ نصراللہ پور جوادی نے اپنے ایک مضمون ''فارسی ادب میں حسن و عشق کے معانی'' میں احمد غزالی سے متاثر ہونے والے شعرا کے ذیل میں شمس الدین مغربی (متوفی ۸۰۹ھ) کی درج ذیل غزل نقل کی ہے:

آن مرغ بلند آشیانہ | چوں کردهواری دام و دانہ
پرواز گرفت گشتہ ظاہر | ز سایہ پراو زمانہ
مرغی کہ دو کون سایہ اوست | در سایہ خویش کرد خانہ
مرغِ دل مازہر دو عالم | اندر پر اوگرفت لانہ
آن مرغ شگرف ذاتِ عشق اس | بی مثل و مقدس و یگانہ
اد راست نعوت بی نہایت | اد راست مغات بیکرانہ
بحری است کہ ہر زمان زموجش | مدبحر دگر شود روانہ
باعشق ہمیشہ عشق بازو | یاخویشن استاست جاودانہ
معشوقہ و عشق و عاشق آمد | آینہ و روی و زلف و شانہ
برصورت خوشیں گشتہ عاشق | برغیر نہادہ مہ بہانہ
آواز خودش شنیدہ از خود | تہمت نہادہ برچغانہ
از نغمہ خود سماع کردہ | بی مطرب و بی دف و ترانہ
فی الجملہ ز غیرنیست پیدا | ہم نام و نشان و ہم نشانہ
ای مغربی ضعیف ناچیز | یار تو ای در این میانہ

محولا بالا مضمون کے مترجم ڈاکٹر محمد بشیرا نو رنے ان اشعار کا ترجمہ بھی پیش کیا ہے:

۱۔ وہ بلند آشیانے کا پرندہ، جب اس نے دانے کی ہوس کی۔
۲۔ اس نے اڑنا شروع کیا اور ظاہر ہوا، اور دنیا اس کے سائے سے بھر گئی۔
۳۔ وہ پرندہ جس کا دونوں جہانوں پر سایہ ہے، اس نے اپنے سائے میں گھر بنایا۔
۴۔ ہمارے دل کے پرندے نے دونوں جہانوں میں سے ، اِس کے پر میں گھونسلا بنایا۔
۵۔ وہ اعلیٰ پرندہ عشق کی ذات ہے، وہ بے مثال مقدس اور یگانہ ہے۔
۶۔ اس کی بے شمارستائش ہے، اس کی بہت زیادہ صفات ہیں۔
۷۔ وہ ایک سمندر ہے جس کی موجیں ہر وقت، سینکڑوں سمندروں میں روانہ ہوتی ہیں۔
۸۔ وہ ہمیشہ عشق کے ساتھ کھیلتا ہے اور وہ خود جاویداں ہے۔
۹۔ معشوقہ اور عشق اور عاشق آئے، آئینے، چہرے، زلف اور کنگھی کے ساتھ۔
۱۰۔ وہ اپنی صورت پر عاشق ہوا اور غیروں پر سینکڑوں بہانے اس نے رکھے۔
۱۱۔ اس نے اپنی آواز اپنے آپ سے سنی اور موسیقی کے آلہ پر تہمت رکھی۔
۱۲۔ اس نے اپنے نغمے سے سماع سنا، مغنی، دف اور ترانے کے بغیر۔
۱۳۔ قصہ مختصر وہ غیر سے پیدا نہیں ہوا وہ نام و نشاں اور تعلق کے بغیر ہے۔
۱۴۔ اے ناچیز اور ضعیف مغربی تو اس کے درمیان کیا ہے؟

غزل کے اختتام پر مضمون نگار کے یہ جملے بھی قابلِ غور ہیں۔

''ہم نے اس غزل کو یہاں بصورت کامل نقل کیا ہے اور یہ ایک کامل نمونہ ہو سکتی ہے عرفانی غزل کا، اس وجہ سے کہ نظریاتی تصوّف کا لب لباب اس میں منعکس ہے۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کی غزلیں نہ صرف دیوان شمس مغربی بلکہ دیگر شعرا کے عرفانی دیوانوں مینبھی ملتی ہیں۔''

راقم الحروف کے پاس عکسی دیوان میں یہ غزل صفحہ نمبر ۳۶ پر موجود ہے۔ شبلی نعمانی[۱۹] نے بھی مغربی کے کلام میں مضامینِ تصوّف کی تکرار کا ذکر کیا ہے:

''مغربی کا کلام سرتاپا مسئلہ وحدت کا بیان ہے اور چوں کہ تخیل اور جدت کم ہے اس لیے طبیعت گھبرا جاتی ہے ایک ہی بات کو سو سو بار کہتے ہیں اور ایک ہی اناز میں کہتے ہیں۔''

اگرچہ شبلی نے مغربی کو یک رنگ اور روکھا پھیکا شاعر کہا ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تصوف اور عرفانیات کی کتب میں جابجا مغربی کے اشعار کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ خوفِ طوالت سے صرف ایک کتاب کا تذکرہ کروں گا۔ حضرت شاہ سیّد ذوقی نے اپنی مشہور تصنیف''سردِ لبراں''میں متعدد مقامات پر مغربی کے اشعار نقل کیے ہیں۔ مذکورہ بالا کتاب صفحہ ۴۴ پر یہ پانچ اشعار درج ہیں:

| | |
|---|---|
| ماجام جہاں نمائے ذاتیم | ما مظہر جملۂ صفاتیم |
| مانسخۂ نامۂ الٰہیم | ما گنجِ طلسم کائناتیم |
| ہم صورتِ واجب الوجودیم | ہم معنیِ جانِ ممکناتیم |
| برتر ز مکان و در مکانیم | بیروں زجہات و در جہاتیم |
| ہرچند کہ مجمل دو کونیم | تفصیل جمیعہ مجملاتیم |

ذوقی نے ہر جگہ مغربی تخلص پر '' ؓ '' کی علامت درج کی ہے۔ فارسی ادب میں بھی مغربی کو ''شمس العرفا'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ویوانِ مغربی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یک قادرالکلام شاعر تھے۔ مغربی نے تشبیہات و استعارات اور صنائع وبدائع میں بھی اپنا کمال ظاہر کیا ہے۔ اکثر غزلیات کے مقطعوں میں تعلّی کا رجحان بھی صاف نظر آتا ہے۔ مغربی نے اپنے کلام میں آئینہ دو عالم، قطرہ و دریا، لیلیٰ و مجنوں، اسمِ اعظم، چشمۂ ظلمات، گنجِ طلسم،نرگس و جمال، نور و ظلمت، عالمِ مثال، وحدت و کثرت، حقیقت و مجاز جیسی تراکیب بکثرت استعمال کی ہیں۔

الغرض مغربی فارسی کے عرفانی ادب کا ایک اہم اور قابلِ ذکر شاعر ہے۔ ''پیرویِ مغربی'' سے حالی کی مراد کیا تھی؟ اس بات کا فیصلہ مشکل ہے لیکن بعض ناقدین کا یہ کہنا کہ مغربی ایک گمنام اور معمولی شاعر تھا۔ شاید درست نہیں۔ دیوان شمس مغربی اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کا غائر مطالعہ کیا جائے تاکہ مغربی کے ادبی مقام و مرتبے کی ازسرنو تعین ہو سکے۔ ہم حالی کے ممنون ہیں کہ ان کی ایک غزل کے مقطعے سے مغربی کی بازیافت ہو رہی ہے۔

# حواشی و حوالہ جات

۱۔ دیکھیے **احوال و نقد حالی**، مرتبہ: محمد حیات خان سیال، شمیم حیات سیال، لاہور: نذر سنز ۱۹۸۱ء، ص ۳۳۔ ۵۳۸

۲۔ کیفی، برج موہن دتاتریہ، حالی اور پیروِی مغربی، مشمولہ: **صحیفہ** (حالی نمبر)، لاہور: مجلس ترقیِ ادب، ۲۰۱۵ء، ص۵۵۲

۳۔ عندلیب شادانی، ڈاکٹر، حالی اور پیروی مغربی، مشمولہ: **احوال و نقد غالب**، ص ۵۳۸

۴۔ حسن عسکری، پیروِی مغربی کا انجام، مشمولہ: **مجموعہ حسن عسکری**، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۲۶۷

۵۔ سیّد عبداللہ، ڈاکٹر، یارو اب آؤپیروِی دل کیا کریں، مشمولہ: **ادب و فن**، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۷۸ء، ص ۲۶۵

۶۔ نظیرلدھیانوی، اصغر حسین خان، **دیوانِ حالی مع شرح**، لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، س ن، ص ۱۱۰

۷۔ ایس ایل گومر، پروفیسر، **بیان حالی یعنی دیوانِ حالی**،لاہور: کرشنا بک ڈپو، ۱۹۴۳ء، ص ۳۷۷

۸۔ آقائے رازی، **شرح دیوان حالی**، لاہور: رشید آرٹ پریس، س ن، ص ۲۵۴

۹۔ رفیق احمد، پروفیسر، **شرح دیوان حالی**، لاہور: لالہ روپ لال پرنٹرز پبلشرز، س ن ، ص ۲۶۹

۱۰۔ دکتر، محی الدین ابن عربی، **محسن جہانگیری** ، تہران: انتشارات دانش گاہ، ۱۷۸۱ء، ص ۱۳۳۱
اس کتاب کااردو ترجمہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہورسے شائع ہوا ہے۔(۲۰۱۹ء) مترجمین: احمد جاوید،سہیل عمر

۱۱۔ بقلی خیرازی، زوزبہان، **شرح شطیحات**، تہران: تفصیل ندارد، ص ۳۰

۱۲۔ اقبال مجددی، محمد، **احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری**، لاہور: دارالمورخین، ۱۹۷۲ء، ص ۹۰

۱۳۔ وجیہ الدین مغربی، مولینا شاہ، **مثنوِی مغربی**، لکھنؤ:نامی پریس، ۱۸۹۵ء، ص ۸۷

۱۴۔ نصراللہ پور جواری (مترجم: ڈاکٹر محمد بشر انور)، فارسی کے عرفانی ادب میں حسن و عشق، مشمولہ: سہ ماہی **پیغام آشنا** شمارہ نمبر ۳۰، اسلام آباد، ص ۳۷۔ ۱۳۶

۱۵۔ قرۃ العین چشتی، **تاریخی ادبیات ایرن**، لاہور: فیروز سنز، ۱۹۸۵ء، ص ۸۳

۱۶۔ راقم الحروف کے دادا جان حکیم احمد یار قادری مرحوم، (وفات: ۲۰۰۷ء ) اردو پنجابی کے شاعر، عربی فارسی کتابوں کو وسیع ذخیرہ رکھتے تھے۔

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ عباداللہ اختر، خواجہ، **بیدل**، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، س ن ، ص ۴۳

۱۹۔ شبلی نعمانی، **شعرالعجم** (حصہ پنجم)، لاہور: عرفان علی ناشران، س ن، ص ۱۴۳

۲۰۔ ذوقی، حضرت شاہ سیّد محمد، **سرد لبران**، لاہور: الفیصل، ۲۰۰۸ء، ص ۴۳